Research Journal
Tahqeeqat

جلد:4، شمارہ:2، 2025ء

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل
تحقیقات

عبداللہ حسین کے ناولٹ "قید" کا تجزیاتی جائزہ

A Critical Review of Abdullah Hussain Novelet "Kaid"

Dr. Abida Batool
Professor Department of Urdu, FC College, Lahore

ڈاکٹر عابدہ بتول
پروفیسر شعبہ اردو، ایف سی کالج، لاہور

Dr. Parveen Akhtar Kallu
Associate Professor Department of Urdu
Govt.College University, Faisalabad

ڈاکٹر پروین اختر کلو
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

In the decade of 1970s Abdullah Hussain was one of the important names who cleansed Urdu of supernatural elements and made it an embodiment of human society. In his novelet "Kaid" (captivity), the word "Kaid" has been used as a central symbol and never loses its grip on the character of the story. In this novel he uses religion and mullah's character's influence on the politics and society of the Subcontinent as a basic concept as to how the feudalist and affluent segments of the society exploit the poor people and also how the male dominant society keeps the woman under control. All the primary and secondary characters of this novel show the society in its true colors where loot, plunder and greed are the order of the day. The following article is an effort to throw light on the thematic and artistic qualities of the novelist.

Keywords: *Abdullah Hussain, Novelet, Kaid, Character, Feudal System, Society*

کلیدی الفاظ: عبداللہ حسین، ناولٹ، قید، کردار، جاگیر دارانہ نظام، معاشرہ

باگھ کی نظر سے اداس نسلوں کی ترجمانی کرنے والے عبداللہ حسین کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ان کا ۱۹۸۹ء میں منظر عام پر آنے والا ناولٹ قید بھی دیگر ناولوں اور ناولٹ کی طرح معاشرے کے مسائل اجاگر کرتا نظر آتا ہے۔ یہ ناول اپنی مخصوص ہیئت اور تکنیک کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس ناولٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قاری ایک ہی نشت میں پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عبداللہ حسین نے اس ناولٹ کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ گرمیوں کی ایک رات کا جادو کے عنوان سے ہے۔ جس میں ایک نو سالہ سلامت علی کا بچپن کا زمانہ اور مائی سروری کے حوالے سے تجسس دکھایا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں موضع رکھوال کے دو دوستوں کرامت علی اور فیروز شاہ کی دوستی اور ان کی محبت کے قصے، سیاست کی نظر ہو جاتے ہیں۔ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے دوران ان کی دوستی رضیہ نامی لڑکی سے ہو جاتی ہے جو کہ کالج کی سیاسی سرگرمیوں کی فعال رکن تھی۔ فیروز شاہ سیاسی دشمنی کی بھینٹ چڑھ

جاتا ہے مگر کرامت علی شاہ کی شادی ہو جاتی ہے اور وہ لاہور میں ملازمت اختیار کر لیتا ہے۔ وہاں اسے جیل میں ملازمت ملتی ہے۔ دوران ملازمت ایک ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے کہ کرامت علی اپنی جنسی قوت کھو بیٹھتا ہے اور بیوی بچے سمیت واپس اپنے گاؤں چلا جاتا ہے۔ تیسرے حصے میں کرامت علی کی زندگی کو نئے انداز سے دکھایا گیا ہے۔ جس سے کرامت علی کی زندگی کا دوسرا رخ بالکل نئے انداز سے دکھایا گیا ہے۔ اس میں وہ ایک پیر کے روپ میں سامنے آتا ہے لوگ اس کے پاس دم کرانے اور تعویذ لینے آتے ہیں۔ محض اتفاق سے کچھ لوگ ٹھیک ہو جاتے ہیں اور ان شفایاب ہونے والے لوگوں کی وجہ سے ایک بڑی تعداد جوق در جوق آنے لگتی ہے۔ تعویذ اور دم کرنے کے عوض رحمت علی چوہان جو اس گاؤں کا ایک بڑا زمیندار ہے کے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے جو کرامت علی کی گدی نشینی کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ہر طرف اس کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ چوتھے حصے میں سلامت علی کی واپسی کا بیان ہے۔ سلامت علی جب تعلیم مکمل کر کے واپس آتا ہے تو ایک رات کے پچھلے پہر گھر میں اپنے باپ کو ملنے کی غرض سے جاتا ہے تو وہاں ایک اور عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا ہے۔ جو اسے دس سال پیچھے لے جاتا ہے اور اس کے باپ اور نسرین کی محبت کی یاد تازہ کرتا ہے۔ پانچویں حصے میں کرامت علی اپنے بیٹے کو تین قتل کی کہانی سناتا ہے کہ آزادی کے بعد مہاجروں کی بحالی کا معاملہ کچھ حد تک حل ہونے پاتا ہے کہ ایک خبر اخباروں کی زینت بنتی ہے کہ ایک پڑھی لکھی عورت نے تین مردوں کا قتل کر دیا ہے۔ رضیہ، کرامت علی کے کالج کے زمانے کی دوست تھی۔ اسے اسی جیل میں رکھا گیا ہوتا ہے جہاں کرامت علی ڈیوٹی پر معمور ہوتا ہے۔ قتل کے جرم میں رضیہ کو پھانسی کی سزا سنائی جاتی ہے۔ مگر وہ اپنی آخری خواہش کے طور پر موضع رکھوال کے احمد شاہ کے سامنے اقبال جرم کرنا چاہتی ہے کہ اس نے یہ قتل کیوں کیے۔ آخر میں اختتامیہ کے عنوان سے کرامت علی کی وفات کے بعد کی رسم اور سلامت علی کی گدی نشینی کی رسم دکھائی گئی ہے۔ عبداللہ حسین کے خوبصورت اسلوب کا یہ خاصہ ہے کہ اس نے مفصل واقعات کا نہایت عمدگی کے ساتھ اختصار پیش کیا ہے۔ اس ناولٹ کے تمام کرداروں میں بغاوت اور مزاحمت کا عنصر نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ ہر کردار میں کبھی کم اور کبھی زیادہ شدت نظر آتی ہے۔ مگر ان میں سب سے بھرپور مزاحمت رضیہ کی نظر آتی ہے۔ جو ہر جگہ احتجاجی انداز میں اپنی نفرت کا اظہار کرتی ہے۔ اس کی یہ مزاحمت معاشرے میں پائے جانے والے مختلف زاویوں کو ظاہر کرتی ہے۔ ابرار احمد نے اپنے مضمون "مزاحمتی ادب

"میں اس طرح کے معاشرتی رویوں میں موجود احتجاج کی اسی صورت کی طرف ہماری توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی ہے۔ جس کے بارے میں وہ بیان کرتے ہیں :

"ہر سماج بالا دست طبقے عوام کا استحصال کرتے چلے آرہے ہیں، ریاست کے نام پر مذہب کے نام پر معیشت کے نام پر اور ان استحصالی قوتوں کے ہاتھ جھٹک دینے کے لیے مزاحمتی عمل بھی جاری رہتا ہے۔" (1)

قید میں موجود رضیہ کا کردار بھی ہمارے معاشرے میں کمزور، لاچار اور مجبور عورت کا احتجاج ہے۔ رضیہ کمزور مجبور عورتوں کی نمائندہ ہے۔ اس کی معاشرے کے فرسودہ اقدار کے خلاف سخت مزاحمت نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر خالد اشرف، رضیہ کے کردار کو ایک مزاحمتی روپ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رضیہ اصل ایک ایسے معاشرے میں پابندی گھٹن اور صنفی عدم مساوات کا جبر سہہ رہی ہے۔ جہاں مذہب اور اخلاق عامہ کے حقوق مردوں نے اپنے نام محفوظ کر لیے ہیں اور شعریت کی تفسیر تعمیل اپنے طبقے کے لیے وقف کر لی ہے"۔(2)

اس ناولٹ میں سیاسی حالات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مزاحمتی رویے کو رضیہ کے کردار کی صورت میں سامنے لایا گیا ہے۔ اس میں مصنف نے دو طرح کے رویے دکھائے ہیں ایک وہ قوانین جو غریب اور کچلے ہوئے طبقے کے لیے تھے اور دوسرے طاقت ور کے لیے اسلامی قوانین اور شرعی احکامات کا غلط استعمال اس میں نمایاں نظر آتا ہے۔ نومولود بچے کی سنگساری کا حکم دراصل پاکستان میں غیر جمہوری غیر انسانی رویے پر روشنی ڈالتا ہے۔ کیوں کہ اس ناولٹ کا بنیادی محرک پاکستان میں رونما ہونے والا ایک سچا واقعہ ہے اور اس واقعہ کی تصدیق بہت سے محققین کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر خالد اشرف کے بقول :

"عبد اللہ حسین کا ناولٹ قید پاکستان میں ہونے والے ایک سچے واقعے پر مبنی ہے۔ جب عہد ضیا الحق میں ایک نوزائیدہ ناجائز بچے کو ایک گاؤں کے نمازیوں نے سنگسار کر کے ختم کر دیا تھا"۔(3)

عبد اللہ حسین نے پاکستان میں پروان چڑھنے والی توہم پرستی کے نتیجے میں پیری مریدی کو بھی بے نقاب کیا ہے کہ کس طرح سادہ لوح معصوم لوگوں کو پیر اپنی حرص وہوس کی خاطر دوسروں کا استحصال کرتے ہیں۔ پیر کرامت کا کردار اس ناولٹ میں یوں دکھایا گیا ہے کہ اسے ایک دیوتا کی حیثیت دیتے ہیں۔ سرمایہ داری اور جاگیر داری کے ساتھ ساتھ پیری مریدی کے تباہ کن اثرات کو بھی بے نقاب کیا گیا ہے۔ کرامت علی کو معاشرے کے ہزاروں پیروں کا نمائندہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ برصغیر میں اردو ناول میں ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں:

> "عبد اللہ حسین کا ناولٹ پاکستان میں جاگیر داری اور فوجی آمریت کے شانہ بشانہ فروغ پانے والی پیری مریدی کے کاروبار کی تفصیلات پیش کرتا ہے کہ ہوس زر اور ہوس اقتدار کے زیر اثر یہ نام نہاد سائیں، پیر اور مرشد کس طرح طریقت اور مذہبی ٹونے ٹوٹکوں کی آڑ میں سارے معاشرے کو اپنے حلقہ اثر میں قید کیے ہوئے ہیں،،۔ (4)

ناولٹ 'قید' کے تمام کردار علامتی ہیں جو سماج میں موجود مسائل کے ترجمان بن کر سامنے آتے ہیں۔ ناولٹ کا عنوان 'قید' بنیادی طور پر اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ ہمارا معاشرہ فرسودہ روایات کی جکڑ بندیوں میں اس طرح قید ہے کہ وہ رہائی کے لفظ سے ناواقف دکھائی دیتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ جہالت ہے جو دیہات کے لوگوں میں زیادہ مضبوطی کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تمام ادارے جو اس طرح کے حالات کے ذمہ دار ہیں انھیں بھی سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہ ناولٹ مزاحمتی اور علامتی انداز میں عبد اللہ حسین کی ایک خوبصورت کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ ابرار احمد، مزاحمتی ادب، مشمولہ مزاحمتی ادب اردو– مرتبہ رشید امجد، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۱۹۹۵ء، ص :۳۷

2۔ خالد اشرف۔ ڈاکٹر، پاکستان میں چند احتجاجی ناول، مشمولہ اردو ادب اور مزاحمت کے رویے، دہلی، اردو اکادمی ۲۰۰۰ء ص :۳۰۹

3۔ خالد اشرف،ڈاکٹر،برصغیر میں اردوناول،لاہور، فکشن ہاوس۲۰۰۵ء ص :۱۰۳
4۔خالد اشرف،ڈاکٹر،برصغیر میں اردوناول،لاہور، فکشن ہاوس۲۰۰۵ء، ص :۱۰۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1.Abrar Ahmad, Mazahnti Adab, mashmulah Mazahamati Adab urdu. muratbah Rasheed Amjad, Islamabad Akadmi Adbiat, 1995, p:37
2.Khalid Ashraf, Dr. Pakistan main chand Ahtijaji novel, mashmula urdu Adab aor Mazahmat kay Raweay, Dhehli, Urdu Akadami, 2000, p:309
3.Khalid Ashraf, Dr. Baraysagheer main urdu novel. Lahore, Fikshan house ,2005, p:103
4.Khalid Ashraf, Dr. Baraysagheer main Urdu Novel, Lahore, Ficshan House ,2005, p:107